"المنجد" کی غلطیان اور افترا پردازیان

قاضی اطہر مبارک پوری

مدینہ منورہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد اسلام اور مسلمانون کی قوت روز بروز بڑھنے لگی اور ساتھ ہی تین طاقتین ان کی مخالفت مین اپنی اپنی سرگرمی دکھانے لگین (۱) ایک طرف کفار عرب تھے جو کھل کر مسلمانون کے مقابلہ مین آگئے تھے اور ان سے مسلمانون کی جنگ رہا کرتی تھی، (۲) دوسری طرف اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ تھے جو عرب مین سرمایہ داری، جاگیرداری اور اپنے علوم کی وجہ سے کافی اثر رکھتے تھے، ان کی سیاسی چالین کبھی مسلمانون کو چین نہ لینے دیتی تھین (۳) تیسری طرف منافقون کا گروہ تھا، جو بظاہر مسلمانون سے میل جول رکھتا تھا مگر در پردہ کفار اور اہل کتاب سے ساز باز رکھتا تھا، ان مدمقابل طاقتون مین کفار عرب کی طاقت فتح مکہ کے بعد ختم ہوگئی، منافقون کا گروہ بھی تقریباً ختم ہی ہوگیا، مگر تیسرا گروہ یہود و نصاریٰ کا باقی رہا اور بعد مین اسلام اور مسلمانون کو ان سے نبرد آزما ہونا پڑا، ان مین یہود بڑی حد تک شکست خوردہ ہوکر سامنے سے ہٹ گئے، البتہ نصاریٰ کا گروہ آج تک مختلف شکلون مین اسلام اور مسلمانون سے ٹکر لیتا رہا ہے،

مدتون تک عیسائیون نے صلیبی جنگون کی صورت مین اسلام کا مقابلہ کیا اور جب ادھر سے رُخ پھیرا تو ان کے علماء اور مذہبی لوگون نے اپنی کتابون مین مسلمانون اور اسلام کے خلاف زہر اگلنا شروع کیا اور کئی صدیون تک یورپ کے مصنفین اپنی کتابون میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف طرح طرح کی بے سروپا باتین لکھتے رہے اور یورپ کے عوام کو اسلام کی دشمنی اور اس سے نفرت کرنے پر ابھارتے رہے، اس کے بعد اب صورتِ حال یہ ہے کہ یہ نصاریٰ علم و تحقیق کے نام پر اسلامی علوم و فنون مین دخل انداز ہوکر اسلام پر رکیک حملے کرتے رہتے ہین اور مصری کے ساتھ زہر ملاکر مسلمانون کے سامنے ان کے خلاف باتین رکھتے ہین،

بہت سے عیسائی محققون اور مصنفون نے بڑی چالاکی سے مسلمانون ہی سے اپنے علم و فضل کی سند حاصل کی اور ان کے ہم خیال بنکر ان کے دین اور رجال دین کے خلاف لکھا، اسی طرح کے ایک عیسائی مصنف کی عربی لغت کی مشہور کتاب "المنجد" ہے، جو مدت دراز سے تقریباً پورے عالمِ اسلام مین مقبول ہوچکی ہے، اسے بیروت کے ایک کیتھولک پادری لوئیس معلوف یسوعی نے لکھا ہے، اور بڑی حکمت عملی سے اس مین جگہ جگہ اسلامی لغات مین کتر بیونت کی ہے،

فروری ۱۹۵۶ء مین "المنجد" کا جو نیا ایڈیشن چھپا ہے اس مین دو حصے ہین، ایک وہ پرانا حصہ جو "المنجد" کے نام سے فروخت

ہوتا ہے، اسے "المنجد فی اللغۃ والادب" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور دوسرے حصّہ کو "المنجد فی الادب والعلوم" کے ساتھ ساتھ "معجم لاعلام الشرق والغرب" کا لقب دیا گیا ہے، اس جدید المنجد کا مصنف بھی بیروت کا ایک عیسائی عالم "فردینان توتل" ہے، یہ حصّہ بھی تقریباً چھ سو صفحات میں ہے جس کی چھپائی بھی بالکل المنجد ہی کی طرح ہے، یہ حصّہ گویا عام معلومات کا دائرۃ المعارف ہے، مصنف نے بڑی محنت و تلاش سے اسے مرتب کیا ہے اور ہر قسم کی معلومات جمع کرنے کی کوشش کی ہے،

مگر ایک متعصب مسیحی ہونے کی حیثیت سے فردینان توتل نے اسلامی لغات کے بارے میں بڑی چالاکی سے کام لیا ہے اور نہایت دلیری اور بیباکی سے اسلام کے خلاف لکھا ہے، چونکہ قدیم المنجد کی طرح یہ جدید المنجد بھی بہت ہی سہل، دیدہ زیب اور آسان ہے اس لئے ہمارے عربی مدارس کے طلباء اسے بھی بڑھ کر لین گے، اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ جدید حصّہ کی بعض بیہودگیون اور بے ایمانیون کی نشان دہی کر دی جائے تاکہ اس کے مطالعہ کے وقت یہ معلوم رہے کہ یہ عربی زبان کی کوئی مستند لغت نہین ہے اور اس کے بیان کردہ معانی مسلمانون کے لئے قابلِ حجت نہین ہین بلکہ بڑی حد تک اس کے معانی و مطالب مسلمانون اور اسلام کے حق مین زہر ہین، واضح رہے کہ یہ کتاب ابھی ابھی مکہ مکرمہ سے ہمارے پاس آئی ہے اور ہم نے سرسری مطالعہ سے یہ چند غلطیان پکڑی ہین، اگر اسے غور سے پڑھا جائے تو اس سے کہین زیادہ شرانگیزیان معلوم ہو سکتی ہین، ہمارا منشا فی الحال چند مثالون کے ذریعہ اس کی غلطیون سے باخبر کرنا ہے تاکہ اس کا مطالعہ اسی نقطۂ نظر سے کیا جائے،

آدم:۔ کے ماتحت لکھا ہے کہ آدم وحوا نے اللہ کی نافرمانی کی تو دونون جنت الفردوس سے نکال دیئے گئے ولکنھما وعدا بمخلص ھو المسیح مگر ان دونون سے ایک نجات دہندہ کا وعدہ کیا گیا جو عیسٰی مسیح ہین، مصنف کی دیانت داری کا تقاضا یہ تھا کہ وہ عند المسیحیین کہہ کر یہ بات کہتا جیسا بعض دوسرے مقامات پر اس نے اس کا التزام کیا ہے، یہ آدم وحوا کی لغوی تحقیق نہین ہے بلکہ مسیحی عقیدہ کی ترجمانی ہے جو عربی زبان کے لغت لکھنے والے کے لئے مناسب نہین ہے،

احمدیہ:۔ کے ماتحت لکھا ہے کہ یہ فرقہ اسلام سے متفق ہے، صرف تین باتون مین اختلاف ہے، مگر ان تین باتون مین سے سلسلۂ ختم نبوت کا نام تک نہین لیا ہے، حالانکہ ختم نبوت ہی وہ معرکۃ الآراء مسئلہ ہے جس سے قادیانیت، اور اسلام مین شدید اختلاف ہے اور قادیانی ختم نبوت کے قائل نہ ہونے کی وجہ سے اسلام سے خارج ہین، مسئلہ ختم نبوت کو اس مسیحی مصنف کا چھپا دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر بالواسطہ حملہ کرنا ہے اور شدید قسم کی بددیانتی ہے،

اسد:۔ کے ماتحت لکھا ہے کہ یہ قبیلہ محمدؐ کی وفات کے بعد اسلام سے مرتد ہو گیا تھا،

فاضطرھم ابوبکر الی الرجوع الیہ یعنی ابوبکر نے اس کو اسلام کی طرف لوٹنے پر مجبور کیا، اس طرز تحریر کا منشا اسلام مین جبر و اکراہ دکھانا ہے اور اس طرح اسے بدنام کرنا ہے،

اھل الکتاب:۔ کے متعلق لکھا ہے کہ یہ نام قرآن نے یہود و نصارٰی کو دیا ہے تاکہ وہ بت پرستون سے ممتاز ہو جائین کیونکہ

ان کے پاس آسمانی کتابیں ہیں، اس کے بعد کہا ہے کہ ویعدّ التقصیر فی حمایۃ اھل الکتاب اثماً کبیراً یعنی اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی حمایت میں تقصیر کرنے کو بہت بڑا گناہ شمار کیا گیا ہے، اس عیسائی مصنف نے اپنی طرف سے یہ بات ایسے انداز میں بیان کی ہے جیسے قرآن کا حکم بتا رہا ہے، اس جملہ میں اس نے یہودیت اور عیسائیت کی مدد کے لئے مسلمانوں کو ابھارا ہے اور اس میں کمی کرنے کو گناہ عظیم بتایا ہے، اس کا منشا یہ ہے کہ مسلمان قوم موجودہ عیسائیوں کی حکومتوں اور حکومتِ اسرائیل کی طرح مدد کریں اور ان کی مخالفت کرکے کسی دوسرے بلاک سے تعلق پیدا نہ کریں، یا خود متحد و متفق نہ ہوں، اس عبارت میں بڑی عیاری سے مسلمان قوم کو زہر دے کر یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں اُن کی ہستی ختم کرنے کی تعلیم دی ہے،

بحیرا:- راہب کے بیان میں تیل کہہ کر یہ نوعیت بیان کی ہے کہ وہ نسطوری مذہب کا عیسائی تھا اور علم نجوم اور جادو جانتا تھا اس لئے راہبوں کے سرداروں نے اسے گرجا سے نکال دیا، وہ جاتے جاتے عرب پہونچا اور عربوں کے قافلوں کی گذرگاہ پر ایک گرجا بنایا، جہاں وہ عربوں کو توحید کی دعوت دیا کرتا تھا،

اس متعصب نے بحیرا راہب کے بارے میں یہ من گڑھت باتیں کرکے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے وقت اس نے آپ کو جو بشارتیں دی تھیں وہ نجوم اور جادوگری سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ہیں اور اس نے رسول اللہ سے جو کچھ کہا اس کا اعتبار نہیں، اس نے بحیرا راہب کو نجومی اور جادوگر بنا کر اسلام کی ایک عظیم الشان روایت پر ضرب لگائی ہے،

براق:- کے لفظ کی تشریح کے لئے حدیث کا حوالہ دیا ہے اور لکھا ہے کہ براق وہ جانور ہے جو محمدؐ کو مکہ سے لیکر یروشلم اور مسجد اقصیٰ تک اڑا، حالانکہ اگر وہ حدیث سے اس کے معنی لیتا ہے تو حدیث میں اس کے آسمان پر اڑنے کا بھی تذکرہ ہے مگر وہ اسے چھپا گیا ہے اور پوری بات حدیث کا حوالہ دینے کے باوجود بھی تعصب کی وجہ سے نہ کہہ سکا،

الخراج:- کے ماتحت خراج پر چند کتابوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وکتاب الخراج الفقہ یحیٰی بن سلیمان المعتمتی حالانکہ یہ یحیٰی بن آدم قرشی مشہور محدث ہیں، ان کی ولدیت میں سلیمان کا نام لینا کھلی ہوئی جہالت ہے،

خِضر:- کو خضر لکھا ہے جو سراسر غلط ہے، پھر لکھا ہے کہ احد اولیاء المسلمین دفعہ القرآن فوق الانبیاء باعتبار ہ الدلیل المعجز والیہ بارشاد موسیٰ یعنی یہ مسلمانوں کے ایک ولی کا نام ہے، جسے قرآن نے انبیاء سے بلند مرتبہ دے کر پیش کیا ہے، کیونکہ وہ حضرت موسیٰ کی رہبری کے ذمہ دار تھے،

اس کج متعصب نے قرآن پر سراسر بہتان باندھا ہے کہ اس نے ایک ولی کو انبیاء سے بھی بلند مرتبہ کیا ہے، قرآن میں کہیں خضر کا نام تک نہیں ہے، جہاں حضرت موسیٰؑ کا واقعہ درج ہے وہاں عبد کا لفظ ہے، البتہ مفسرین نے اس سے حضرت خضر کو مراد لیا ہے، قرآن کی کوئی نص نہیں ہے، پھر حضرت موسیٰؑ کو کچھ باتیں اگر کسی صالح بندے نے بتائیں تو وہ ان سے بڑھ کر کیسے ہو گیا، بتلانے والا بھی تو نبی ہی تھا نہ کہ مسلمانوں کا ولی، جیسا کہ اس متعصب نے کہا ہے، پھر اس نے آخر میں لکھا ہے کہ خضر کے اوصاف ایلیا، نبی اور جرجیس کے مانند ہیں،

خلکان:- لکھ کر مشہور مورخ کو ابن خلِکان بتایا ہے، حالانکہ یہ لفظ ابن خلکان فتحہ کے ساتھ ہے،

دار الاسلام:- میں لکھا ہے کہ دار الاسلام میں غیر مسلم شروط معینہ کے ساتھ اسلام کے حکم کے تابع ہوتے ہیں الا انھم لا یتمتعون بالحقوق المدنیۃ الکاملۃ، مگر یہ غیر مسلم پورے شہری حقوق سے مستفید نہیں ہو سکتے، اس جملہ میں اس نے اسلام کی پوری تاریخ اور اسلامی خلافت پر شدید ضرب لگائی ہے اور بتایا ہے کہ اسلامی حکومت میں کوئی غیر مسلم پورے شہری حقوق کے ساتھ زندگی نہیں بسر کر سکتا، یہ علم اللغۃ کی خدمت نہیں مسیحیت کی خدمت اور نری بددیانتی ہے،

دار العلم:- یا بیت الحکمۃ کے تحت لکھا ہے کہ اسے مامون نے بنوایا تھا، کان مکتبۃ ینقل فیہا بعض النصاریٰ المؤلفات الیونانیۃ القدیمۃ یعنی یہ ایک دفتر تھا جس میں بعض نصاریٰ قدیم یونانی کتابوں کا ترجمہ کرتے تھے،

کس آسانی سے دورِ عباسی کی عظیم الشان علمی اکاڈیمی کو یہ متعصب عیسائی یہ کہہ کر ہضم کرنا چاہتا ہے کہ اس میں بعض عیسائی یونانی کتابوں کے ترجمے کرتے تھے، اس نے اپنے عیسائی علماء کی خدمت کو اُجاگر کیا اور مسلمان علماء، حکماء و فلاسفہ اور ادباء کے نام تو درکنار اشارۃً تک نہیں کیا، یہ ہے مسیحیت کی چال جو ایک طرف مسلمانوں کے علمی کارناموں پر پانی پھیرتی ہے، اور دوسری طرف اپنے ہم مذہب علماء کی علمی خدمت کو اُجاگر کرتی ہے،

پوری کتاب میں جہاں کہیں کسی مسلمان عالم، ادیب، شاعر اور فقیہ و محدث کے آبائی مذہب کے متعلق معلوم ہوا کہ یہ مسیحی ہے تو اس نے خاص طور سے نمایاں کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ مسیحیت کا صدقہ ہے،

رتن بابا:- کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ ہندوستانی مسلمانوں کے ولی ہیں، جو درازیٔ عمر میں مشہور ہیں، ان سے بہت سی قصیں اور کہانیاں روایت کی گئی ہیں، ان ہی میں یہ ہے کہ وہ چھ سو سال سے زیادہ زندہ رہے، رتن کے بارے میں یہ ساری بکواس کے وقت شاید یہ معلوم نہ تھا کہ اسلامی علم رجال کے مستند علماء نے رتن ہندی کو دجال و کذاب کہا ہے اور اس کی تمام باتوں کا شدت سے انکار کیا ہے، علمائے اسلام کی ان تصریحات کو چھپا کر جاہلانہ روایتوں کو صحیح تسلیم کرنا اور رتن ہندی کو مسلمانانِ ہند کا ولی ثابت کرنا بددیانتی اور مسلمانوں کی تضحیک نہیں تو اور کیا ہے،

رِق (غلامی):- کے تحت لکھا ہے کان للرق نظام معروف عند الیھود والیونان والرومان والعرب فی الجاھلیۃ والاسلام، یعنی غلامی کا ایک مستقل نظام یہودیوں، یونانیوں، رومیوں اور عرب میں دورِ جاہلیت اور دورِ اسلام میں موجود تھا، اس کے بعد لکھا ہے کہ آہستہ آہستہ اس نظام کو ختم کیا گیا،

پھر یورپ وغیرہ کے اُن ممالک کو گنایا ہے کہ کس سن میں کہاں غلامی ختم کی گئی،

اس مسیحی نے بڑی چالاکی سے یہودیت اور اسلام میں غلامی ثابت کرتے وقت "نصرانیت" کو نہیں لکھا ہے اور لکھ دیا کہ اسلام میں بھی غلامی کا مستقل اور باقاعدہ نظام ہے، یہ اس کی کھلی ہوئی بددیانتی ہے اور اسلام پر افتراء ہے، اسلام نے غلامی کو تدریجاً ختم کرنے کے لئے حالات کے پیش نظر کام کیا ہے اور غلامی کی لعنت سے انسان کو بچانے کے لئے حکمت عملی سے کام لیا ہے

نہ کہ اس کے یہاں غلامی کا خاص باقاعدہ نظام مقرر ہے،

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا:۔ کو زینب بنت جہش بائے ہوز سے لکھا ہے جو سراسر غلط ہے،

حضرت ابو بکر شبلی بغدادیؒ:۔ کے بارے میں لکھا ہے کہ بالغ فی التقشف حتی الجنون فکان یکحل عینیہ بالملح کی لا ینام یعنی وہ خشکی اور تقشف میں جنون کی حد تک پہونچ گئے تھے حتی کہ اپنی آنکھوں میں نمک کا سرمہ لگاتے تھے تاکہ نیند نہ آئے،

کسی مسیحی راہب اور پادری کے تذکرہ میں اس مصنف نے جنون اور پاگل کی حد بتاتی ہے یا صرف مسلمانوں کے مسلمہ بزرگ حضرت ابو بکر شبلی بغدادیؒ کو زہد و بزرگی میں پاگل بنایا ہے یہ اسلامی رجال کے ساتھ تضحیک نہیں تو اور کیا ہے،

شیبانی:۔ کے تحت میں لکھا ہے کہ ابو عبد اللہ محمد شیبانی واسط میں پیدا ہوئے اور انھوں نے ابو حنیفہ کے مذہب پر رائے کا علم حاصل کیا اور مالک بن انس سے علم حدیث میں وسعت حاصل کی اور ابو یوسف سے فقہ سیکھی ان کی مؤلفات میں سے الاصل فی الفروع اور المبسوط اور الجامع الکبیر ہے،

پھر اسی کے ماتحت محمد بن حسن کے بارے میں لکھا ہے کہ واسط میں پیدا ہوئے اور رے میں فوت ہوئے، انھوں نے ابو حنیفہ سے فقہ حاصل کی اور ہارون رشید کے دربار میں شافعی کے ساتھ مجالست کی ان کی مولفات میں سے الجامع الصغیر اور موطا ہے،

فردینان توتل نے امام ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانیؒ صاحب امام ابو حنیفہؓ کو دو جگہ ذکر کر کے دو الگ الگ شخص گردانا ہے، حالانکہ یہ امام محمدؒ ہی ہیں، مسلمانوں کی اتنی مشہور شخصیت کے بارے میں یہ جہالت بڑی افسوسناک بات ہے جو فردینان توتل جیسے مؤلف کے لئے زیبا نہیں ہے،

صلیبیہ:۔ کے ماتحت صلیبی لڑائیوں کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے۔ نصاریٰ محاربین مغربی یورپ سے آئے تاکہ قبر مسیح اور مقدس زمینوں کو واپس لیں، وکان من نتائجھا التعارف والتفاھم بین الشعوب وتبادل العلاقات الثقافیۃ والفلاحۃ التجاریۃ بین الشرق والغرب وازدھار فن البناء وترقی الصناعات۔ یعنی حروب صلیبیہ کا فائدہ اور نتیجہ یہ ہوا کہ شرق اور مغرب کے درمیان باہمی تعارف و تفاہم ہوا اور تجارتی تعلقات پیدا ہوئے اور فن تعمیر میں نئی شان پیدا ہوئی اور صنعتوں میں ترقی ہوئی، فردینان توتل نے بڑی چالاکی سے نصاریٰ کی خونریزیوں کو الفاظ کے پردے میں چھپا کر مغربی یورپ کے خونخواروں کے احسانات مشرق پر گنائے ہیں اور مشرق کو ان کا رہین منت بتایا ہے، ان سیاسی الفاظ میں یہ شخص کس قدر ڈھٹائی سے صلیبی جنگوں میں نصاریٰ کی سفاکیوں اور خون آشامیوں کو ہضم کر کے الٹا مشرق کو ان کا رہین منت بتایا ہے، یہ نصرانیت کی پاسداری اور مشرق اور مسلمانوں کی توہین نہیں تو اور کیا ہے؟

شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ:۔ کو عبدالقادر دہلوی بن ولی اللہ بن عبدالرحمن لکھا ہے، حالانکہ شاہ ولی اللہ صاحب کے والد کا نام عبدالرحیم ہے نہ کہ عبدالرحمن،

قرآن:۔ کے ماتحت لکھتے ہوئے لکھا ہے وقد جمع عثمان نصه كما بلغ الينا و اتلف كل نص سواه حفاظا على سلامة نقله، یعنی عثمانؓ نے قرآن کی نص کو جمع کیا، جیسا کہ وہ ہم تک پہنچا ہے اور اس کے سوا تمام نص کو ضائع کر دیا تاکہ نقل عثمانی کی سلامتی اور حفاظت ہو، معلوم نہیں جمع عثمانی کے بعد قرآن کی اور نصوص کتنی رہ گئی تھیں کہ ان سب کو حضرت عثمانؓ نے ضائع کر دیا تاکہ ان کا مجموعہ محفوظ رہے، معلوم ہوتا ہے فردینان توتل قرآن کو بھی عہدنامہ قدیم یا عہد نامۂ جدید کی طرح کوئی ایسی کتاب سمجھتا ہے جسے لوگوں نے جمع کیا ہے، یا پھر قرآن کی دشمنی میں شیعہ عقیدہ کا اظہار کرتا ہے جس کی رو سے قرآن کا ایک بڑا حصہ موجودہ قرآن میں نہیں ہے، قرآن کے مقابلہ میں مسیحیت کی یہ چال بہت پرانی ہے،

قرمط:۔ کے ماتحت قرامطہ ملاحدہ کے عظیم الشان تخریبی نظام اور جارحانہ اقدام کے بارے میں لکھا ہے اسم اطلق فی سعة المعنى على الحركة الاصلاحية الشاملة الحياة الاجتماعية والقائلة بالتساوي بين طبقات الناس یعنی قرمط ایک نام ہے جو عمومی معنی میں ایک ایسی اصلاحی تحریک پر بولا جاتا ہے جو اجتماعی زندگی کو شامل ہے، اور انسانی طبقات میں مساوات کی قائل ہے، پھر طول طویل عبارت میں اس کے بارے میں معلومات دی گئی ہیں، چونکہ قرامطہ نے اسلام میں قتل و غارت کا بازار گرم کیا، لاکھوں مسلمانوں کی جانیں لیں، ہزاروں تجارتی قافلوں اور بستیوں کو لوٹا، بے شمار حجاج کو راستوں میں اور عین حج کے موقع پر مکہ اور حرم کے اندر گھس کر قتل کیا، اس لئے اس فرقہ کی خونریزی کو یہ متعصب اصلاحی تحریک کے نام سے یاد کرتا ہے اور اسے طبقاتی مساوات کا حامل بتاتا ہے، ورنہ انسانیت تو ایسی ظالم و سفاک اور سلب و نہب کرنے والی تحریک کو کبھی اصلاحی تحریک کا نام نہیں دے سکتی، اسلام دشمنی میں قرمطی فتنہ کو اصلاحی تحریک بتانا انسانیت پر سراسر ظلم ہے، چاہے اس میں تعصب کو سکون ملتا ہو، گویا اسلام کے خلاف جو تحریک ہو وہ بہت عمدہ اور مفید ہوتی ہے، فردینان توتل نے صلیبی لڑائیوں کو بھی اجتماعی، تمدنی، معاشی اور ثقافتی حیثیت سے بہت ہی اہم قرار دے کر اسی ذہنیت کا اظہار کیا ہے،

الکنوی:۔ کے تحت میں مولانا عبدالحیٔ لکھنوی کا نام محمد بتایا گیا ہے اور لکھا ہے ابو الحسنات محمد حالانکہ ابو الحسنات عبدالحیٔ ہونا چاہیئے،

اسی طرح اس میں اور بہت سی باتیں ہیں جو تاریخی، لغوی اور مذہبی حیثیت سے خلاف ہیں یا غلط ہیں، ہم نے سرسری طور پر چند باتوں کو ذکر کر دیا ہے تاکہ المنجد کے مطالعہ کرنے والے اسے ایک خاص نقطۂ نظر سے مطالعہ کریں اور اسے حجت اور دلیل نہ سمجھیں اور نہ ہی کسی اونچے سے اونچے عیسائی مصنف کی کتاب کو اسلامیات کے بارے میں دلیل اور حجت نہ سمجھیں ارباب تحقیق اس میں سے اس طرح کی اور بہت سی غلطیاں اور افتراپردازیاں نکال سکتے ہیں، ادبی، علمی اور مذہبی اخباروں اور رسالوں سے گذارش ہے کہ وہ اس مضمون کو چھاپ کر عام کریں،